

اُسوۂ ابراہیم اور اس کے ناقدین

سوال: حضرت ابراہیم کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ اور شیرخوار بچہ کو حکم خداوندی سے وادی غیر ذی ذرعہ میں چھوڑ دیا۔ جب آپ وہاں سے چلنے لگے تو آپ کی بیوی آپ کے پیچھے دوڑیں اور پوچھتی رہیں آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیم خاموش رہے۔ پھر بیوی نے خود ہی کہا، کیا آپ اللہ کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا ہاں۔ اس صبر و ضبط کی پیکر اور اللہ پر بھروسہ کرنے والی خاتون نے یہ کسٹھ کے بعد کسی پریشانی اور کسی اضطراب کا اظہار نہیں کیا اور اس جنگل میں بیٹھ گئی۔

اس واقعہ کے بارے میں ”طلوع اسلام“ شمارہ فروری ۱۹۷۶ء میں صفحہ ۳۴ پر رقمطراز ہے۔

”یہ واقعہ قرآن شریف میں نہیں تورات میں ہے۔ اور وہیں سے ہماری کتب روایات میں درج کر دیا گیا ہے۔ اور اسی کو موردی جیسے مفسر عام کرتے چلے جا رہے ہیں۔ تاکہ سوچ سمجھ سے کام لینے والے طالب علم اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔ براہ کرم فرمائیے کہ طلوع اسلام کی اس بات میں کہاں تک صداقت کا پہلو موجود ہے؟ ایک اور بات جو میرے ذہن میں پیدا ہوتی ہے اس کی بھی آپ سے تشفی چاہتا ہوں۔

”حضرت ابراہیم اپنی زوجہ ماجرہ کو چھوڑ کر دوسری بیوی حضرت سارہ کے پاس ملک شام تشریف لے گئے۔ ایک عرصہ بعد آپ نے جافا کہ ماجرہ اور اسماعیل سے ملاقات کر آؤں۔ آپ نے اپنی بیوی سارہ سے اجازت مانگی۔ انہوں نے مشروط اجازت دی کہ سواری سے مت آؤنا۔ حضرت ابراہیم نے اس شرط کو منظور کر لیا اور چل کھڑے ہوئے۔ مکہ آئے تو اُس وقت حضرت ماجرہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت اسماعیل کی بیوی گھر پر تھیں۔ خود حضرت اسماعیل شکار پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم نے اسماعیل کی بیوی سے حال احوال پوچھا۔ اس نے خالہ خواہ جواب نہ دیا۔ آپ چلنے وقت یہ کہہ گئے کہ اسماعیل سے کہنا کہ تیرے گھر کی چوکھٹ خراب ہے۔ اس کو بدل دے۔ یہ کہا اور چل دیے۔ اسماعیل جب گھر واپس آئے تو بیوی نے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ حضرت اسماعیل نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور دوسری شادی کر لی۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے سے ملاقات کرنا چاہی۔ اپنی بیوی سارہ سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے

چیلے کی طرح مشروط اجازت دی۔ آپ مکہ تشریف لائے۔ اتفاق سے حضرت اسماعیل پھر بھی گھر میں موجود نہ تھے۔ آپ نے ان کی بیوی سے حال احوال پوچھا۔ اس نے بڑے اچھے انداز میں جواب دیا۔ حتیٰ کہ آپ کا سر تک دھویا۔ آپ جاتے وقت یہ کہہ گئے کہ اسماعیل سے کہنا کہ تیرے گھر کی چوکھٹ عمدہ ہے۔ اسے قائم رکھنا۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو بیوی نے ماجرا بیان کیا۔ آپ نے جواب دیا وہ میرے والد ابراہیمؑ تھے اور تو میرے گھر کی چوکھٹ ہے۔

اس واقعہ سے حسب ذیل اشکالات ذہن میں ابھرتے ہیں۔

۱۔ کیا یہ واقعہ درست ہے؟

۲۔ اگر درست ہے تو اتنی سی بات پر طلاق دینا مکمل نظر ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں حضرت اسماعیلؑ سے متعلق ذبح کا واقعہ مذکور ہے۔ تو پھر وہ کب رونا ہوا جبکہ مذکور

الصدر واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی ملاقات ہی نہیں ہو سکی۔

امید ہے آپ زحمت فرما کر جواب دیں گے۔

جواب: (از ملک غلام علی صاحب) حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے کہ تمیر کعبہ کے وقت وہ یہ دعا مانگ رہے تھے:

سَبَّأْنَا اِيَّاهُ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ - اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں بسایا ہے۔ ان الفاظ سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحبزادے کو یہاں آباد کیا مگر خود ان کے ساتھ مستقل بود و باش اختیار نہیں کی۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ یوں کہتے کہ میں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ یہاں سکونت اختیار کی ہے۔ اب اس کے بعد دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ارادے سے انہیں اس بیابان میں لا بسایا ہو، دوسری یہ کہ انہوں نے ایسا ہدایتِ خداوندی کے مطابق کیا ہو۔ تو رات یا تفسیری و تاریخی روایات نہیں بلکہ صحیح احادیث ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اتنا غیر معمولی قدم حکمِ الہی کے مطابق اٹھایا تھا۔ بخاری، کتاب الانبیاء میں حضرت ابن عباسؓ نے متعدد احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جو اسی بات کی تائید کرتی ہیں۔ اگر ان احادیث کو مرسل سمجھا جائے، تب بھی صحابہ کرام کی مراسیل، بالخصوص جو صحیحین میں وارد ہوں، وہ مستند اور قابلِ حجت ہیں۔ ان احادیث میں یہ مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ

جب حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ کو لے کر اس وادی میں پہنچے ہیں تو وہاں کوئی پانی اور انسانی آبادی نہ تھی۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ نے ماں بیٹے کو چھوڑا، ایک تھیلے میں کھجوریں اور ایک مشکیزہ پانی کا ان کے پاس رکھ دیا اور چل دیے۔ حضرت ہاجرہ نے پیچھے سے آواز دی اور پوچھا:

اللہ الذی امرک بهذا؟ قال نعم۔ قالت اذن لا یضیعنا شئ من جعت۔

(کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا: ہاں،

تو وہ کہنے لگیں، ”پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا اور واپس ہو گئیں۔“

اسی حدیث میں مزید مذکور ہے کہ حبیب پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں تو حضرت ہاجرہ صفا اور مردہ کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑنے لگیں۔ جب سات مرتبہ دوڑ کر متھک گئیں تو انہوں نے زمزم کے پاس ایک فرشتہ دیکھا جس نے زمیں پر اپنے پر مارے اور پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ فرشتے نے ان سے کہا: تم ہرگز ہلاکت کا خوف نہ کرو۔ یہاں اللہ کا گھر ہے جسے یہ لڑکا اور اس کے والد تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے اہل و عیال کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔

قرآن و حدیث کی ان تصریحات کے بعد یہ کہنا کہ یہ باتیں تورات سے آئی ہیں اور مودودی جیسے مفسرین ان کو عام کر رہے ہیں یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ گولڈ زیہر جیسے یہودی اور دوسرے ملحدین و کشر قیدی یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کی ہر بات تورات، تلمود اور دوسری اسرائیلی روایات اور اہل کتاب کی زبانی حکایات سے ماخوذ ہیں۔ ہماری نو مسلم بہن مریم جمیلہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا ایک یہودی معلم ایسا تھا جس نے نہایت محنت اور کھینچ تائی کر کے قرآن مجید کی بیشتر آیات و قصص سے مماثل عبارتیں اپنے ماں کی کتابوں سے جمع کر لی تھیں۔ مشرکین عرب بھی یہی کہتے تھے کہ یہ قرآن تو پُرانے قہتے کہانیاں (اساطیر الاولین) ہیں جو لکھی گئی ہیں اور صبح و شام ان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھا کرتا ہے۔ مگر اس طرح کی بیہودہ باتوں سے اسلامی تعلیمات کی حقانیت کو کیسے مشتبہ بنایا جاسکتا ہے؟ حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ علیہما السلام اور حضرت ہاجرہ کے یہ ایمان افروز حالات و واقعات محدثین و مفسرین چودہ سو سال سے نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اور آج تک کوئی مسلمان انہیں پڑھ کر یا سن کر اسلام سے برگشتہ نہیں ہوا۔ البتہ جو ”نیا اسلام اب طلوع ہو رہا ہے اور“ سوچ سمجھ کے کام لینے والے طالب علم جو اس ”جدید اسلام“ کے گردیدہ ہو رہے ہیں، وہ اس اسلام سے ضرور برگشتہ ہو رہے ہوں گے جو صدیوں سے ہمارے سلاف کا متعارف و متواتر دین رہا ہے۔

بخاری شریف کی احادیث مذکورہ میں یہ بات موجود نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہ سے اجازت مانگی اور انہوں نے مشروطاً اجازت دی بس اتنا مذکور ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کی خیریت معلوم کرنے جا رہا ہوں۔ بخاری میں یہ بھی نہیں ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کے گھر پہنچے تو ان کی بیوی نے کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جواب جو منقول ہے وہ یہ ہے کہ انا فی جہد و شدتہ (میں بڑی مصیبت و مشقت کی زندگی بسر کر رہا ہوں)۔ اسی سے حضرت ابراہیمؑ نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ جو عورت اس طرح تنگ دستی کی شاکی ہے وہ خاوندانہ نبوت کی ذمہ داریاں نبائے کی اہل نہیں ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اسماعیلؑ اسے علیحدہ کر کے دوسری کسی خاتون سے نکاح کریں جو مہوشو شکر کے ساتھ مشکل حالات میں خاوند کا ساتھ دے اور شکوہ و شکایت نہ کرے۔ چنانچہ دوسری بیوی کے یہ الفاظ اسی حدیث میں منقول ہیں کہ جب ان سے دوسری آمد پر حضرت ابراہیمؑ نے حال احوال پوچھے تو انہوں نے کہا: ”ہم بالکل نجبر و عافیت اور آسودہ حال ہیں“ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ ظاہر ہے کہ اس بدوی زندگی میں تو کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوتی ہوگی، مگر یہ دوسری خاتون خود مبارکہ و قانعہ ہوں گی، اس لیے اس گھر لے کر ہر لحاظ سے اہل محبتیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے انہیں گھر کی عمدہ چوکھٹ سے تعبیر کیا اور اسے برقرار اور قائم رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

آخری سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے اہل و عیال چونکہ دو جگہ آباد تھے، ایک عرب میں اور دوسرے شام میں، اس لیے آپ مستقل ایک جگہ نہیں رہ سکتے تھے۔ البتہ دونوں گھروں کی خبر گیری کے لیے وقتاً فوقتاً دونوں مقامات پر آمد و رفت رکھتے تھے۔ حکم ذبح کا واقعہ حضرت اسماعیلؑ کی شادی سے پہلے کا ہے جبکہ وہ محض بچاگ و ڈر کے قابل ہوئے تھے۔ جب باپ بیٹا اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ نے دونوں کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا، اور حضرت اسماعیلؑ متاہل بھی ہوئے۔ صرف دو موقعوں پر حضرت ابراہیمؑ کی تشریف آوری کے وقت حضرت اسماعیلؑ کا گھر میں موجود نہ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ ان مواقع سے پہلے یا بعد میں حضرت ابراہیمؑ کبھی ان کی پرسش و سوال کے لیے آئے ہی نہیں یا آئے ہیں تو کبھی باپ بیٹے میں ملاقات ہی نہیں ہو سکی۔

حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے اہل بیت کو اللہ نے ہر آزمائش میں ثابت قدم دکھایا ہے جس کا جی چاہے اس پورے سلسلہ واقعات سے عبرت و موعظت اور روحانی تقویت حاصل کرے اور جس کا جی چاہے اپنے قلبِ مریض میں شک کے کانٹے چبھوتا رہے کہ وہ کیسا خدا تھا جس نے اپنے ایک نبی کو یہ حکم دیا کہ اپنے خیر خواہ بچے کو والدہ سمیت قودق دیرانے میں چھوڑ آئے جب بچہ نوجوانی کو پہنچنے لگے تو اس کے گھر پر چھری چلانے کا حکم دے اور یہ کیسے نبی اور نبی کے گھر والے تھے جو بغیر سوچے سمجھے ایسے احکام کو مانتے چلے گئے۔ فکر ہر کس بقدر تہمت و اوست۔